تزکیہ نفس کا نبوی منہج

THE PROPHETIC METHOD OF SELF-PURIFICATION

1-DR. SHAKIR HUSSAIN KHAN

Senior Visiting Faculty, Department of Islamic Learning, University of Karachi.

Email: shakirhussaink24@gmail.com

Khan, Shakir Hussain

"THE PROPHETIC METHODOF SELF-PURIFICATION"

Al-Raheeq International Research Journal Vol 4, Issue. 1 (June 30, 2025). Pg. No: 01-31

Journal	Al-Raheeq International research Journal
Journal homepage	https://alraheeqirj.com
Publisher	Al-Madni Research Centre
License:	Copyright c 2023 NC-SA 4.0 www.alraheeqirj.com
Published online:	2025-06-30
ISSN No:	
Print version:	2959-7005
Online version:	2959-7013

AL-RAHEEQ International Research Journal
Vol. 4, No. 1 || January-June 2025 || P. 1-31

تزکیہ نفس کا نبوی منہج

THE PROPHETIC METHOD OF SELF-PURIFICATION

Abstract:

In the practical life of a person, education and training, literature and morals, elevation of character, modesty in speech and tone, wisdom and piety, purity of heart and intellectual maturity are necessary for personality development. This creates universality in the human personality and man becomes capable of performing feats of far-reaching consequences.

The Holy Prophet Muhammad (PBUH) encouraged people to self-purify on many occasions. Self-purification leads a person from self-realization to God-realization.

Self-purification is based on the Book of Allah and the biography of the Prophet of Allah (PBUH). Thanks to them, self-purification and self-improvement are possible. Remember that faith is light and sin is darkness, faith enlightens the heart while sin darkens the heart.

Self-purification becomes even more important in the current environment of distractions, unrest, and the soul-shattering environment. There is a need to focus on the purification of the human soul in the light of the

Prophet's life. And such historical events and traditions should be used, the study of which can reveal how Prophet Muhammad (pbuh) used to purify people.The writer has explained in detail in the presented paper ''The Prophetic method of self-purification,''

Keyword: Self-purification, Practical life, Education and Training, Literature and Morals, The Prophetic method.

تمہید:

اہل تصوف کے ہاں "زَکِّیھِمْ" کے دو مفہوم پائے جاتے ہیں،ایک قلبی طہارت ہے جو ذکرِ قلبی سے حاصل ہوتی ہے اور دوسرا مفہوم اخلاقی تعلیم ہے جس کادار و مدار ریاضت پر ہے۔یعنی گناہ کبیرہ کے ساتھ گناہ صغیرہ سے بچنااور نفسانی خواہشات کا قلع قمع کرنا،انہیں کچل کرر کھ دینا ہے۔جس کو بعض حضرات رہبانیت سے تعبیر کرتے ہیں لیکن یہ وہ طریقہ ہے جو ہمیں قرآنی فکرو تعلیم کے نزدیک دکھائی دیتاہے۔انسان کی عملی زندگی میں شخصیت سازی کے لیے تعلیم وتربیت،ادب واخلاق، کردار کی بلندی، لب ولہجہ میں شائستگی ، صلاح وتقویٰ، دل ونگاہ کی پاکیزگی اور فکری بالیدگی کی ضروری ہوتی ہے۔جس سے انسانی شخصیت میں آفاقیت پیدا ہوتی ہے اور انسان دور رس نتائج کے حامل کارناموں کوانجام دینے کے قابل ہو جاتا ہے۔

جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے متعدد مواقع پر لوگوں کو تزکیہ نفس کی ترغیب دی۔ تزکیہ نفس ہی انسان کو خود شناسی سے خدا شناسی کی جانب لے جاتا ہے۔تزکیہ نفس کی بنیاد کتاب اللہ اور سیرت رسول اللہ ﷺ میں ہے۔آپ ﷺ کی ذات بابرکات بہترین طرزِ زندگی واسوۃ الحسنۃ ہے۔انہی کی بدولت تزکیہ اور اصلاح نفس ممکن

ہے۔ یاد رہے کہ ایمان نور ہے جو دل کو پُر نور کر دیتا ہے اور اس کے برعکس گناہ اندھیرا ہے جو دل کو سیاہ کر دیتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہوا:

كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ۔[1]

"ہر گز نہیں بلکہ ان کے برے اعمال کا زنگ چڑھ گیا ہے۔"

آیت مذکورہ میں رین کا لفظ آیا ہے اس کا مطلب گناہوں کی وہ سیاسی ہے جو مسلسل معصیت کرنے سے دل پر چھا جاتی ہے اور دل کو کالا کر دیتی ہے۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إنَّ العبدَ إذاأخطأَ خطيئةً نُكِتت في قلبِهِ نُكْتةٌ سوداءُ، فإذا هوَ نزعَ واستَغفرَ وتابَ سُقِلَ قلبُهُ، وإن عادَ زيدَ فيها حتَّى تعلوَ قلبَهُ، وَهوَ الرَّانُ الَّذي ذَكَرَ اللَّه كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ۔[2]

"بندہ جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نکتہ پڑ جاتا ہے، پھر جب وہ گناہ کو چھوڑ دیتا ہے اور استغفار اور توبہ کرتا ہے تو اس کے دل کی صفائی ہو جاتی ہے اور اگر وہ دوبارہ گناہ کرتا ہے تو سیاہ نکتہ بڑھ جاتا ہے یہاں تک کہ پورے دل پر آ جاتا ہے، اور یہی وہ "ران" ہے جس کا ذکر اللہ نے اس آیت "كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ۔ میں کیا ہے۔"

ایک روایت میں آیا ہے کہ:

ألَا وإنَّ في الجَسَدِ مُضْغَةً: إذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الجَسَدُ كُلُّهُ، وإذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الجَسَدُ كُلُّهُ، ألَا وهي القَلْبُ۔[3]

---

[1] سورۃ المطففین(83)،الآیۃ:14

[2] جامع الترمذی،أَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم ،بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ، لحدیث:3334

[3] بخاری الصحیح،كِتَابُ الإِيمَانِ ، بَابُ فَضْلِ مَنِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ،لحدیث:52

AL-RAHEEQ International Research Journal
Vol. 4, No. 1 || January-June 2025 || P. 1-31

"سن لو بدن میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جب وہ درست ہو گا تو سارا بدن درست ہو گا اور جب وہ بگڑا تو سارا بدن بگڑ جاتا ہے، سن لو وہ ٹکڑا آدمی کا دل ہے۔"

اللہ رب العٰلمین نے انسان کے دل کو پورے جسم کا محور بنایا ہے، اس کا ٹھیک ہونا پورے جسم کے ٹھیک ہونے کی علامت ہے اور اس کا بگڑ جانا پورے جسم کی خرابی کا سبب ہے۔ عصرِ دوراں میں انسان مادیت کی جستجو میں زمین سے چاند بلکہ آسمان تک جانے کی جستجو میں لگا ہوا ہے۔ انسان آگے بڑھ رہا ہے اور ترقی کے منازل طے کرتا جا رہا ہے۔ لیکن اس کا تزکیہ نفس نہ ہونے کی وجہ سے اس کی روح مضطرب اور سکون برباد ہوتا چلا جا رہا ہے، اس لیے موجودہ ماحول میں تزکیہ نفس کی اہمیت اور بڑھ گئی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ سیرتِ النبی ﷺ کی روشنی میں نفوسِ انسانی کے تزکیے پر توجہ مرکوز کی جائے۔ اور ایسے تاریخی واقعات و روایات سے استفادہ کیا جائے جن کے مطالعے سے معلوم ہو سکے کہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ کس طرح لوگوں کا تزکیہ فرماتے تھے۔ مقالہ نگار نے پیش کیے جانے والے مقالے "تزکیہ نفس کا نبوی منہج" میں تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔

تزکیہ نفس، کا مفہوم:

قرآن مجید کے مطالعے سے ذہن میں تزکیہ کا جو معنی و مفہوم واضح ہوتا ہے وہ یہ کہ اپنے نفس کو تمام ناپسندیدہ افعال، مکروہات اور بری باتوں سے پاک کرنا، اخلاق حسنہ کی خوبیوں سے مزّین کرنا ہے۔ اَخلاقِ رذیلہ سے بچنا اور اخلاق حسنہ اپنا کر بارگاہِ خداوندی میں سرخ رو ہونا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ جس قرآن کریم سے تزکیہ فرماتے تھے اس میں ارشاد ہوا:

صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً وَّنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ۔[4]

"اللہ کا رنگ، اور اللہ کے رنگ سے اچھا کس کا رنگ ہے، اور ہم تو اسی کی اطاعت کرتے ہیں۔"

---

[4] سورة البقرہ(2)الآیة:138

AL-RAHEEQ International Research Journal
Vol. 4, No. 1 || January-June 2025 || P. 1-31

یعنی،اللہ کی اطاعت وفرمابرداری کرنا،اللہ کی غلامی کرنا،اس کا حکم ماننا،قرآن مجید کے مطابق اپنی زندگی گزارنا،اللہ کے رنگ میں رنگ جاناہے۔اللہ نے قرآن مجید میں جو کچھ کرنے کا حکم ارشاد فرمایاہے اس پر عمل کیاجائے اور جن برے کاموں سے منع کیاہے اُن سے بچاجائے،جورسول ﷺ پیغام لے کر تشریف لائے ہیں اس کے مطابق زندگی گزاری جائے۔جیساکہ ارشادہوا:

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ[5]

"اور جو رسول تمہیں دیں وہ لو اور جس سے منع کریں رک جاؤ۔"

مولاناسیدابوالاعلیٰ مودودیؒ، سورۃالنازعات کی تفسیر میں،ابن جریر کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ :

"ابن زید کہتے ہیں کہ قرآن میں جہاں بھی تزکیٰ کا لفظ استعمال ہواہے وہاں اس سے مراداسلام قبول کرناہی ہے۔ چناں چہ وہ مثال میں قرآنِ مجید کی حسب ذیل تین آیات کو پیش کرتے ہیں:

وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا مَنْ تَزَكّٰى (طٰہٰ)"اور یہ جزاہے اس کی جو پاکیزگی اختیار کرے۔"یعنی اسلام لے آئے۔

وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰٓى (عبس)"اور تمھیں کیاخبر شاید کہ وہ پاکیزگی اختیار کرے۔"یعنی مسلمان ہو جائے۔

وَمَا عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰى (عبس)"اور تم پر کیاذمہ داری ہے اگر وہ پاکیزگی اختیار نہ کرے۔"یعنی مسلمان نہ ہو۔"[6]

تزکیہ نفس،کاطریقہ:

تزکیہ نفس کے دو طریقے ہیں اول یہ کہ اپنے آپ کو عملِ صالحہ کے زریعے صالح بنالینا، یہ طریقہ شارعِ کو پسند ہے۔دوسرا یہ کہ کوئی شہادت دے کہ یہ اچھاانسان ہے، یہ مرد صالح ہے، جیساکہ معاشرے نے اللہ کے رسول محمد ﷺ کو صادق وامین قرار دیا۔ لیکن یہی طریقہ انسان خود اپنائے اور اپنی تعریف کرے تو شارع نے اسے منع فرمایا ہے۔جیساکہ ارشادفرمایا:

---

[5] سورۃالحشر (59)الآیۃ:7

[6] مودودی،سیدابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن،جلد ششم،(لاہور،ادارہ ترجمان القرآن،ایڈیشن ستائیسواں،1997ء)،ص:242

AL-RAHEEQ International Research Journal
Vol. 4, No. 1 || January-June 2025 || P. 1-31

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ یُزَکُّوْنَ اَنْفُسَھُمْ بَلِ اللّٰہُ یُزَکِّیْ مَنْ یَّشَآءُ وَلَا یُظْلَمُوْنَ فَتِیْلًا۔[7]

"کیا آپ نے انہیں نہیں دیکھا جو اپنی پاکیزگی خود بیان کرتے ہیں؟ بلکہ اللہ جسے چاہے اسے پاکیزہ قرار دے، اور وہ ظلم نہ کیے جائیں گے کھجور کی گٹھلی کے ریشے کے برابر۔"

اور ارشاد فرمایا:

فَلَا تُزَکُّوْٓا اَنْفُسَکُمْ ھُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰی۔[8]

"تو آپ اپنی جانوں کو ستھرا نہ بتاؤ وہ خوب جانتا ہے جو پرہیزگار ہیں۔"

تزکیہ نفس کی اہمیت:

اللہ رب العٰلمین نے انبیاء کرامؑ کو تزکیہ کی تلقین کی اور انہیں اپنی دعوت و تبلیغ کی اساس تزکیہ کو بنانے کا حکم دیا ہے۔ جیسا کہ موسیٰؑ کے متعلق ارشاد ہوا:

ھَلْ اَتَاکَ حَدِیْثُ مُوْسٰی اِذْ نَادَاہُ رَبُّہٗ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًی اِذْھَبْ اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّہٗ طَغٰی فَقُلْ ھَلْ لَّکَ اِلٰٓی اَنْ تَزَکّٰی وَاَھْدِیَکَ اِلٰی رَبِّکَ فَتَخْشٰی۔[9]

"کیا تمہیں موسیٰؑ کے کلام کی خبر پہنچی ہے، جب اس کے رب نے وادی طویٰ میں نداء کی تھی کہ فرعون کے پاس جاؤ، وہ سرکش ہو گیا ہے اور اس سے کہو کہ کیا تو اس کے لیے تیار ہے کہ تیرا تزکیہ ہو۔ اور میں تیرے رب کی راہ کی جانب تیری رہنمائی کروں تاکہ تیرے اندر خوفِ خدا پیدا ہو۔"

سیدنا ابراہیمؑ نے دعا کی تھی کہ:

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِکَ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَیُزَکِّیْھِمْ ط اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ۔[10]

[7] سورۃ النساء(4)،الآیۃ:49

[8] سورۃ النجم(53)،الآیۃ:32

[9] سورۃ النازعات(79)،لآیۃ:19۔15

AL-RAHEEQ International Research Journal
Vol. 4, No. 1 || January-June 2025 || P. 1-31

"اے ہمارے رب! ان لوگوں میں خود انہی کی قوم سے ایک ایسا رسول مبعوث فرما، جو انہیں تیری آیات سنائے اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور ان کا تزکیہ کرے۔ بیشک تو بڑا غالب اور حکمت والا ہے۔"

سیدنا ابراہیمؑ کی دعا قبول ہوئی اور جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت ہوئی۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہوا:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيَاتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ۔ [11]

"اللہ نے ماننے والوں پر احسان کیا جو ان میں، انہیں میں سے رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور انہیں کتاب و دانش سکھاتا ہے، حالانکہ وہ اس سے پہلے صریح گمراہی میں مبتلا تھے۔"

حضور ﷺ، قرآن مجید کے زریعے لوگوں کا تزکیہ فرماتے تھے، اس تناظر میں ارشاد ہوا:

وَإِذَا سَمِعُواْ مَآ أُنزِلَ إِلَى ٱلرَّسُولِ تَرَىٰٓ أَعْيُنَهُمْ تَفِيضُ مِنَ ٱلدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُواْ مِنَ ٱلْحَقِّ يَقُولُونَ رَبَّنَآ ءَامَنَّا فَٱكْتُبْنَا مَعَ ٱلشَّٰهِدِينَ۔ [12]

"اور جب وہ رسول کی طرف نازل ہونے والا کلام سنتے ہیں تو تم ان کی آنکھیں آنسو سے بہتی ہوئی دیکھتے ہو۔ اس سبب سے کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا، وہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہم مان گئے پس تو ہم کو بھی ان لوگوں کے ساتھ لکھ لے جو تصدیق کرتے ہیں۔"

قرآنِ کریم نے جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے فرائضِ منصبی میں سے ایک فرض نفوسِ انسانی کا تزکیہ کرنا بیان کیا ہے۔ یاد رہے کہ تعلیمِ قرآن کا مقصد تزکیۂ نفس ہے، جس میں انسان کو زندگی سنوارنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ کی زندگی اس تعلیم کا مظہر تھی جس پر عمل کرکے نبی ﷺ نے دکھایا اور امت کو اس کی تعلیم دی

[10] سورۃ البقرۃ(2)، الآیۃ:129

[11] سورۃ آل عمران(2)، الآیۃ:164

[12] سورۃ المائدہ(5)، الآیۃ:83

AL-RAHEEQ International Research Journal
Vol. 4, No. 1 || January-June 2025 || P. 1-31

نبی ﷺ اپنی امت کا تزکیہ کرتا ہے اور انفرادی طور پر انسان خود بھی اپنا تزکیہ کر سکتا ہے۔ قرآن مجید کے مطابق وہی شخص کامیاب و کامران ہے جس نے اپنا تزکیہ کر لیا، جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہوا:

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى۔[13]

"بیشک اس نے فلاح پائی جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کر لیا۔"

اور جب ایسا کامیاب شخص اس دنیا سے جاتا ہے تو اس کے لیے نداء کی جاتی ہے کہ:

يٰۤاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ۔ ارْجِعِيْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً۔ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ۔ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ۔[14]

"اے اطمینان والی جان، اپنے رب کی طرف لوٹ چل، تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔ پس میرے عباد میں شامل ہو اور میری جنت میں داخل ہو۔"

تزکیہء نفس کے زرائع:

انسانی فطرت میں خیر اور شر دونوں موجود ہیں۔ ان قوتوں کی وجہ سے انسان میں نیکی اور بدی دونوں طرح کے کام کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔ اور وہی انسان کامیاب ہے جس نے اپنا تزکیہ نفس کر لیا۔ خیر کو غالب اور شر کو مغلوب کر دیا۔ انسان مختلف اعمالِ صالحہ اپنا کر اور قبیح افعال سے بچ کر اپنا تزکیۂ نفس کر سکتا ہے۔ جن کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے اور ان کے بارے میں اللہ کے رسول محمد ﷺ کے فرمودات بھی کتب سیرت و تاریخی روایات میں موجود ہیں۔

خوفِ خدا:

تزکیہ نفس کے لیے سب سے پہلا کام خوفِ خدا ہے۔ جب انسان ایک خدا پر ایمان رکھتا ہے اور اسے یقین ہوتا کہ

[13] سورۃ الاعلیٰ(87)، الآیۃ:14

[14] سورۃ الفجر(89)، الآیۃ:27 تا 30

AL-RAHEEQ International Research Journal
Vol. 4, No. 1 || January-June 2025 || P. 1-31

مرنے کے بعد اسے دوبارہ اٹھایا جائے گا، نیکی پر اجر ملے گا اور نافرمانی پر سزا ملے گی، اس وجہ سے اس کے دل میں خوفِ خدا پیدا ہو جاتا ہے اور وہ کوئی برا کام نہیں کرتا۔ خوفِ خدا کا مطلب یہی ہے کہ اللہ رب العٰلمین کی ناراضگی اور اس وجہ سے دی جانے والی سزاؤں کا سوچ کر انسان کا دل گھبرانے لگ جائے۔ اللہ کے رسول ﷺ جس قرآن کریم سے تزکیہ فرماتے تھے اس قرآن مجید میں ارشاد ہوا:

وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْـهَوٰى ـ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ـ [15]

"اور لیکن جو اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرا اور اس نے اپنے نفس کو بری خواہشات سے روکا۔ سو بیشک اس کا ٹھکانا جنت ہے۔"

ایک اور مقام پر ارشاد ہوا: وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ـ [16]

"اور جو کوئی اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرتا رہا اس کے لیے دو جنتیں ہیں۔"

اہل جنت کی صفت یہ بیان ہوئی ہے کہ وہ دنیا میں اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے کی وجہ سے لرزاں و ترساں رہتے تھے۔ حقیقت میں یہی وہ پاکی ہے جس کو تزکیہ نفس کا نام دیا گیا ہے۔ انسان اللہ کی رضا کی خاطر ہر برائی اور بے حیائی کے کاموں سے بچتا رہے۔

رزائل اخلاق سے بچنا:

اخلاقِ رزیلہ سے بچنا اور معاشرے کی قرآن و سیرت طیبہ میں پیش کیے گئے اصولوں کے مطابق پرورش و نگہداشت کرنا، رزق کی منصفانہ طریق پر تقسیم، "زکٰی" کے مفہوم میں شامل ہے، حسد، خود غرضی، لالچ، حرص، بغاوت، نانصافی، ظلم، سنگ دلی، زخیرہ اندوزی اور ملاوٹ (شرک) وغیرہ وہ اخلاقِ رزیلہ ہیں جس کا اللہ کے رسول محمد ﷺ نے بزریعہ وحی انسانوں کا تزکیہ فرمایا۔

---

[15] سورۃ النازعات(79)الآیۃ:40۔41

[16] سورۃ الرحمٰن(55).الآیۃ: 46

قرآن مجید میں ارشاد ہوا:

يٰٓاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْالَايَسْخَرْقَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْاخَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَانِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَاتَلْمِزُوْٓااَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ۭ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَالْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۔يٰٓاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوااجْتَنِبُوْا كَثِيْرًامِّنَ الظَّنِّ ۡاِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ ۚوَّلَاتَجَسَّسُوْاوَلَايَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ۭ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ۭ وَاتَّقُوااللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ۔[17]

"اے ماننے والو! ایک گروہ دوسرے کا مذاق نہ اڑائے اور سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہو، اور نہ ہی عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں، اور ایک دوسرے کو طعنہ نہ دو، اور نہ ایک دوسرے کے نام بگاڑو، ایمان لانے کے بعد فاسقوں میں نام لکھوانا بری بات ہے اور جو توبہ نہ کرے تو وہی ظالم ہیں۔ اے ماننے والو! گمان سے بچو، بعض گمان گناہ ہیں اور تجسس نہ کرو، اور نہ کوئی کسی کی غیبت کرے، کیا تم میں سے کوئی پسند کرے گا کہ: اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے، سو تم اس سے کراہت محسوس کرو گے، اور اللہ سے ڈرو، بیشک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے۔"

علامہ سید نعیم الدین مرادآبادیؒ آیت مذکورہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:

"مومنِ صالح کے ساتھ برا گمان ممنوع ہے، اسی طرح اس کا کوئی کلام سن کر فاسد معنی مراد لینا باوجودیکہ اس کے دوسرے صحیح معنی موجود ہوں اور مسلمان کا حال ان کے موافق ہو، یہ بھی گمانِ بد میں داخل ہے۔"[18]

ایک روایت میں ہے کہ:

[17] سورۃ الحجرات(49)، الآیۃ:11۔12

[18] مرادآبادی، سید نعیم الدین، خزائن العرفان، (لاہور، پاک کمپنی رجسٹرڈ، نومبر 1999ء)، ص:930

AL-RAHEEQ International Research Journal
Vol. 4, No. 1 || January-June 2025 || P. 1-31

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ،فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الحَدِيثِ، وَلاَ تَحَسَّسُوا ،وَلاَ تَجَسَّسُوا ،وَلاَ تَحَاسَدُوا ،وَلاَ تَدَابَرُوا، وَلاَ تَبَاغَضُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا۔[19]

"ابو ہریرہؓ سے روایت ہے وہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اپنے آپ کو بدگمانی سے بچاؤ کیونکہ بدگمانی کی باتیں اکثر جھوٹی ہوتی ہیں ایک دوسرے کے عیوب کی جستجو نہ کرو اور نہ کسی کی جاسوسی کرو۔ آپس میں حسد نہ کرو۔ ایک دوسرے سے پیٹھ نہ پھیرو اور نہ باہم بغض رکھو۔ اللہ کے عباد! آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو۔"

ایک روایت میں ہے کہ:

أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " يَا مَعْشَرَ مَنْ آمَنَ بِلِسَانِهِ وَلَمْ يَدْخُلِ الْإِيمَانُ قَلْبَهُ لَا تَغْتَابُوا الْمُسْلِمِينَ وَلَا تَتَّبِعُوا عَوْرَاتِهِمْ ، فَإِنَّهُ مَنِ اتَّبَعَ عَوْرَاتِهِمْ يَتَّبِعُ اللَّهُ عَوْرَتَهُ وَمَنْ يَتَّبِعِ اللَّهُ عَوْرَتَهُ يَفْضَحْهُ فِي بَيْتِهِ۔[20]

"ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو اپنی زبان سے ،اور حال یہ ہے کہ ایمان اس کے دل میں داخل نہیں ہوا ہے مسلمانوں کی غیبت نہ کرو اور ان کے عیوب کے پیچھے نہ پڑو، اس لیے کہ جو ان کے عیوب کے پیچھے پڑے گا، اللہ اس کے عیب کے پیچھے پڑے گا، اور اللہ جس کے عیب کے پیچھے پڑے گا، اسے اسی کے گھر میں ذلیل ورسوا کر دے گا۔"

ایک روایت میں ہے کہ:

---

[19] صحيح البخاري :كِتَابُ الأَدَبِ(بَابُ مَا يُنْهَى عَنِ التَّحَاسُدِ وَالتَّدَابُرِ)،لحديث:6064

[20] سنن ابی داؤد،كِتَاب الْأَدَبِ،باب فِي الْغِيبَةِ، لحديث: 4880

AL-RAHEEQ International Research Journal
Vol. 4, No. 1 || January-June 2025 || P. 1-31

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: " أَتَدْرُونَ مَا الْغِيبَةُ؟قَالُوا:اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ، قِيلَ: أَفَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ فِي أَخِي مَا أَقُولُ؟قَالَ: "إِنْ كَانَ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدِ اغْتَبْتَهُ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ فَقَدْ بَهَتَّهُ۔ [21]

"ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" تم جانتے ہو غیبت کیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا"غیبت یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کا ذکر کرے اس طرح کہ (اگر وہ سامنے ہو تو) تو اس کو ناگوار ہو۔"لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر ہمارے بھائی میں وہ عیب موجود ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا" جب ہی تو غیبت ہوئی ورنہ تو وہ بہتان ہے۔"

حرام مال سے اجتناب:

رب العلمین کا فرمان ہے:

يَآ اَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا ۔الخ۔ [22]

"اے لوگو جو کچھ زمین میں حلال اور طیب ہے اس میں سے کھاؤ۔"

اور ارشاد فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ۔ [23]

"اور ایک دوسرے کا مال باطل طریقے سے نہ کھاؤ۔"

جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے فرض منصبی کے حوالے سے ارشاد فرمایا:

يَأْمُرُهم بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهاهمُ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُحِلُّ لَهمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهمُ الْخَبَآئِثَ وَيَضَعُ عَنْهمُ إِصْرَهمْ وَالأَغْلاَلَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهمْ۔۔۔الخ۔ [24]

---

[21] صحیح مسلم، كِتَاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ، باب تَحْرِيمِ الْغِيبَةِ،لحديث: 6593
[22] سورة البقرة:(2)، الآية: 168
[23] سورة البقرة(4)، الآية: 29

"وہ (محمد ﷺ) انہیں نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے ہیں، اور طیّبات کو حلال اور خبائث کو حرام قرار دیتے ہیں اور ان پر جو بوجھ کے طوق تھے اتارتے ہیں۔"

سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ رقم طراز ہیں "جن پاک چیزوں کو اُنہوں نے حرام کر رکھا ہے، وہ انہیں حلال قرار دیتا ہے اور جن ناپاک چیزوں کو یہ لوگ حلال کیے بیٹھے ہیں انہیں وہ حرام قرار دیتا ہے۔ یعنی ان کے فقیہوں نے اپنی قانونی شگافیوں سے ان کے روحانی مقتداؤں نے اپنے تُورّع کے مبالغوں سے، اور ان کے جاہل عوام نے اپنے توہمات اور خود ساختہ حدود و ضوابط سے ان کی زندگی کو جن بوجھوں تلے دبا رکھا تھا اور جن جکڑ بندیوں میں کس رکھا ہے یہ پیغمبر سارے بوجھ اتار دیتا ہے۔ اور وہ تمام بند شیں توڑ کر زندگی کو آزاد کر دیتا ہے۔"[25]

یعنی اللہ کے رسول محمد ﷺ نے بزریعہ قرآن جن چیزوں کو حرام قرار دیا ہے ان سے بچنا چاہیئے اور جن چیزوں کو حلال قرار دیا ہے انہیں لینا چاہیے۔

جھوٹ سے اجتناب:

ایک روایت میں ہے کہ: عن ابی ہریرۃ، قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: کفی بالمرء کذبا، ان یحدث بکل ما سمع.[26]

"ابو ھریرہ (عبدالرحمٰن) ضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کافی ہے آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے کہ جو سنے اس کو بیان کرے۔"

ایک روایت میں ہے کہ:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: " آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ، إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ.[27]

[24] سورۃ الاعراف (7)، الآیۃ: 157
[25] مودودی، سید ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن جلد: دوم، (لاہور، ادارہ ترجمان القرآن، دسمبر 1997ء) ص: 85-86
[26] صحیح مسلم، 3باب. النَّهْيِ عَنِ الْحَدِيثِ بِكُلِّ مَا سَمِعَ، لحدیث: 7
[27] صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب، بَيَانِ خِصَالِ الْمُنَافِقِ، لحدیث: 211

AL-RAHEEQ International Research Journal
Vol. 4, No. 1 || January-June 2025 || P. 1-31

"ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

منافق کی نشانیاں تین ہیں، جب بات کرے تو جھوٹی، جب وعدہ کرے تو خلاف کرے، جب امانت لے تو اس میں خیانت کرے۔"

شرم وحیاء کی تلقین:

نگاہوں کی حفاظت کے متعلق اللہ رب العلمین کا فرمان ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ۔[28]

"ایمان والوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہ نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کو بھی محفوظ رکھیں، یہ ان کے لیے بہت پاکیزہ ہے، بیشک اللہ جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں۔"

اسی طرح اللہ رب العلمین نے خواتین کو بھی غض بصر کا حکم دیا ہے۔

جیسا کہ ارشاد ہوا:

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ۔[29]

"اور ایمان والیوں سے کہہ دو کہ اپنی نگاہ نیچی رکھیں اور اپنی عصمت کی حفاظت کریں۔"

اور ارشاد فرمایا:

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْءٰتِهِمَا اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ۔۔[30]

---

[28] سورۃ النور(24)،الآیۃ:30

[29] سورۃ النور(24)الآیۃ:31

[30] سورۃ الاعراف(7)،الآیۃ:27

AL-RAHEEQ International Research Journal
Vol. 4, No. 1 || January-June 2025 || P. 1-31

"اے اولادِ آدم! تمہیں شیطان فتنہ میں نہ ڈال دے جس طرح اس نے تمہارے آباءواجداد کو جنت سے نکال دیا، ان سے ان کا لباس اتروا دیا تاکہ انہیں ان کی شرم گاہیں دکھا دے۔ بیشک وہ اور اس کا قبیلہ تمہیں دیکھتا ہے جہاں سے تم انہیں نہیں دیکھ سکتے۔ بیشک ہم نے شیطانوں کو ایسے لوگوں کا دوست بنا دیا ہے جو ماننے والے نہیں رکھتے۔"

جب نگاہ بار بار اٹھتی ہے تو اِس سے انسان پر ظاہری اور باطنی طور پر برے اثرات وارد ہوتے ہیں۔ دل میں مخالف جنس کو دیکھنے اور اس کو چھونے کے جزبات بیدار ہوتے ہیں۔ آیت مذکورہ سے ان لوگوں کو بھی سبق حاصل کرنا چاہیے جو غیر اخلاقی فلمیں دیکھتے اور ان کے فروغ کا زریعہ بنتے ہیں۔ جو کہ ایک شیطانی شغل ہے۔

جناب محمد رسول ﷺ سے منسوب قول ہے:

إذا لم تستحي فأصنع ماشئت۔[31]

"اگر تمہارے اندر حیا نہیں ہے تو جو چاہو کرو۔"

ایک اور روایت میں ہے: الحیاء خیر کله۔[32]

"حیا میں اول سے آخر تک خیر ہی خیر ہے۔"

بخاری کی ایک روایت ہے:

عن عمران بن حصین قال: قال النبي صلى الله عليه و سلما: لحياء لا يأتي إلا بخير۔[33]

"حیا ہمیشہ خیر ہی لاتی ہے۔"

ایک روایت میں ہے:

عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه و سلم قال: الحياء شعبة من الإيمان۔[34]

---

[31] سنن ابن ماجه، لحديث: 4183

[32] مسلم الصحيح، لحديث: 166

[33] البخاري الصحيح، لحديث: 5766

[34] سنن نسائی، لحديث: 5006

AL-RAHEEQ International Research Journal
Vol. 4, No. 1 || January-June 2025 || P. 1-31

"حیا ایمان کا ایک حصہ ہے۔"

لوگوں کو تکلیف پہچانا:

اللہ رب العلمین کا فرمان ہے:

وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا۔[35]

"اور جو ماننے والوں اور ماننے والیوں کو بے قصور ستاتے ہیں انہوں نے بہتان اور کھلا وبال اپنے سر لیا۔"

دینِ اسلام نے ہر مرد و عورت کو یہ حق دیا ہے کہ انہیں کوئی شخص اپنے قول اور فعل کے ذریعے ناحق ایذا نہ دے۔

ابوذر ؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تَدَعُ النَّاسَ مِنَ الشَّرِّ، فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ تَصَدَّقُ بِهَا عَلَى نَفْسِكَ۔[36]

" تم لوگوں کو نقصان نہ پہنچاؤ یہ بھی ایک صدقہ ہے جو تم نے اپنے نفس کے لیے کرنا ہے۔"

ایک روایت میں ہے کہ: سباب المسلم فسوق، وقتاله کفر۔[37]

"مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے لڑنا کفر ہے۔"

ایک روایت میں ہے کہ:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ، وَالْمُؤْمِنُ مَنْ أَمِنَهُ النَّاسُ عَلَى دِمَائِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ۔[38]

---

[35] سورۃ الاحزاب (33)، الآیۃ: 58

[36] صحیح البخاری: كِتَابُ العِتْقِ، بَابٌ: أَيُّ الرِّقَابِ أَفْضَلُ، لحدیث: 2518

[37] صحیح البخاری، الإیمان/ خوف المؤمن، رقم الحدیث: 48

[38] سنن ترمذی، باب الایمان، باب مَا جَاءَ فِي أَنَّ الْمُسْلِمَ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ، لحدیث: 2627

AL-RAHEEQ International Research Journal
Vol. 4, No. 1 || January-June 2025 || P. 1-31

یعنی "ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلم (فرمابردار) وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلم محفوظ رہیں، اور مومن (ماننے والا) وہ ہے جس سے لوگ اپنی جانوں اور اپنے مالوں کو محفوظ سمجھیں۔"

بے گناہ انسان کا قتل:

بے گناہ انسان کے قتل کے متعلق ارشاد فرمایا:

مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۚ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ۭوَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ۭوَلَقَدْ جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنٰتِ ۡ ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ۔[39]

"اسی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل پر فرض کر دیا تھا کہ جس نے کسی انسان کو بغیر خون کے بدلے (قصاص) کے قتل کیا یا زمین میں فسادیوں کے علاوہ قتل کیا تو اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا، اور جس نے کسی کو زندگی بخشی گویا اس نے تمام انسانوں کو زندگی بخش دی، اور ہمارے رسول ان کے پاس کھلے حکم لا چکے ہیں پھر بھی ان میں بہت سے لوگ اس کے بعد بھی زمین میں فساد کرنے والے باقی ہیں۔"

قتل کی سزا کے متعلق ارشاد فرمایا:

وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ۔[40]

"اور قصاص میں حیات ہے۔"

معاشرے کی زندگی قصاص لینے میں ہے۔ اگر قاتل کو سزا دی جائے تو ایسی سزا دوسروں کے لیے عبرت کا نشان ہو گی اور اگر سزا نہ دی گئی تو وہ اور معاشرے کے دوسرے افراد بھی قتل کریں گے۔ اگر کسی ایک قاتل کو سزا دے دی

[39] سورۃ المائدہ (5)، الآیۃ: 32
[40] سورۃ البقرۃ (2)، الآیۃ: 179

AL-RAHEEQ International Research Journal
Vol. 4, No. 1 || January-June 2025 || P. 1-31

جائے تو پھر معاشرے میں کسی کو کسی بے گناہ انسان کے قتل کی ہمت نہیں ہو گی۔

اور اہل فساد کے لیے ارشاد ہوا:

إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ۔[41]

"جو اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی کریں اور زمین پر فساد پھیلائیں، ان کی سزا یہ ہے کہ وہ قتل کیے جائیں یا صلیب دیے جائیں یا ایک جانب سے ان کے ہاتھ اور دوسری جانب سے ان کا پاؤں کاٹ دیا جائے یا انہیں بے دخل کر دیا جائے زمین سے۔"

حاصل ہوا کہ قتل اور فساد کی سزا دینا اور معاشرے کے دیگر افراد کو ان سزاؤں سے ڈرانا ان کا کو گناہ اور جرم سے دور رکھنا ہے، یہ بھی تزکیہ نفس کہلائے گا۔

اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنا:

ایک مقام پر ارشاد ہوا:

خُذْ مِنْ اَمْوَالِـهِـمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُـمْ وَتُزَكِّيْـهِـمْ بِـهَا وَصَلِّ عَلَيْـهِـمْ ۖ اِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَّـهُـمْ ۗ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْـمٌ ۔[42]

"تم ان کے اموال میں سے صدقہ لے کر انہیں پاک کر و اور اس سے تزکیہ کر و اور ان کے حق میں دعائے رحمت کر و، کیوں کہ تمہاری دعا ان کے لیے وجۂ تسکین ہو گی، اور اللہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔"

[41] سورۃ المائدہ(5)، الآیۃ:33
[42] سورۃ التوبہ(9)، الآیۃ:103

معلوم ہوا کہ اللہ رب العٰلمین کی راہ میں مال خرچ کرنے سے تزکیہ ہوتا ہے۔اسلام نے توحید کے بعد والدین کے ساتھ احسان کرنے،اور رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنے اور محتاجوں، مسکینوں اور یتیموں کے کے حقوق کی ادائیگی اور ان کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم دیا ہے۔

ایک مقام پر ارشاد ہوا:

وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا۔[43]

"اور اللہ سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنا حق مانگتے ہو اور رشتوں کے بگاڑ سے بھی بچو، اللہ تمہاری نگرانی کر رہا ہے۔"

اور فرمایا:

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا۔[44]

"اور رشتے داروں اور مسکینوں اور مسافروں کو ان کا حق دے دو اور بے جا خرچ نہ کرو۔"

اللہ رب العٰلمین کا فرمان ہے:

وَقَضٰى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِندَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُل لَّهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُل لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُل رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا رَّبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا فِي نُفُوسِكُمْ إِن تَكُونُوا صَالِحِينَ فَإِنَّهُ كَانَ لِلْأَوَّابِينَ غَفُورًا۔[45]

"اور تیرے رب نے حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی اطاعت نہ کرو اور اپنے والدین کے ساتھ اخلاقی ذمہ داری پوری کرو، اگر ان میں سے کوئی بڑھاپے کو پہنچ جائے، چاہے ان میں ایک پہنچے یا دونوں ان سے کبھی "اُف" بھی نہ کہنا اور نہ

---

[43] سورۃالنساء (4)، الآیۃ: 1
[44] سورۃ بنی اسرائیل (17)، الآیۃ: 26
[45] سورۃ بنی اسرائیل(17)، الآیۃ: 23 تا 25

AL-RAHEEQ International Research Journal
Vol. 4, No. 1 || January-June 2025 || P. 1-31

انہیں جھڑکنا اور ان سے خوب ادب سے بات کرنا، اور ان کے سامنے انکساری سے جھک جانا اور دعا کرنا،اے ہمارے رب ! تو ان پر رحم فرما، جیسا کہ انہوں نے بچپن میں مجھے پالا ہے، تمہارا رب تمہارے دل کی بات خوب جانتا ہے اور اگر تم سعادت مند ہو تو وہ توبہ کرنے والے کی خطائیں معاف کرنے والا ہے۔"

آیت مذکورہ میں سب سے پہلے اپنی بندگی واطاعت کا حکم ارشاد فرمایا ہے کہ میرے علاوہ کسی کا حکم ہر گز نہ ماننا،اس کے بعد فرمایا کہ اپنے والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا۔اورارشاد فرمایا:

أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ۔[46]

"پس تم میری اور اپنے والدین کی شکر گزاری کرو،اور تمہیں میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔"

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ :

النَّبِيّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الرَّحِمُ شِجْنَةٌ فَمَنْ وَصَلَهَا وَصَلْتُهُ وَمَنْ قَطَعَهَا قَطَعْتُهُ۔[47]

"آپ ﷺ نے فرمایا کہ :

رحم (رشتہ داری رحمن سے ملی ہوئی) شاخ ہے جو شخص اُس سے ملے ، میں اس سے ملتا ہوں اور جو اس سے قطع تعلق کرے میں اس سے قطع تعلق کرتا ہوں۔"

بھوکے کو کھانا کھلانا:

قرآن مجید اور کتب سیرت وروایات میں کھانا کھلانے کا حکم اور اس کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔مومنین کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا:

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا۔ إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا۔[48]

[46] سورۃ القمان (31)، الآیۃ: 14

[47] صحیح بخاری، لحدیث: 5989

AL-RAHEEQ International Research Journal
Vol. 4, No. 1 || January-June 2025 || P. 1-31

"اور کھانا اللہ کی محبت میں محتاج کو اور یتیم کو اور قیدی کو کھلا دیتے ہیں (کہتے ہیں کہ) ہم تو محض اللہ کی رضا کے لیے تمھیں کھلا رہے ہیں، نہ تم سے کسی بدلہ کے طلب گار ہیں اور نہ ہی شکریئے کے طلب گار۔"

قرآن مجید میں جب بھی حج کے بعد جانور ذبح کرنے کا حکم دیا ہے، تو یہی فرمایا کہ خود بھی کھاؤ، مانگنے والوں کو بھی دو اور نہ مانگنے والوں کو بھی، جیسا کہ فرمایا:

وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَ اَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَ الْمُعْتَرَّ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔[49]

"اور قربانی کے ڈیل دار جانور اونٹ اور گائے ہم نے تمہارے لیے اللہ کی نشانیوں سے کیے تمہارے لیے ان میں بھلائی ہے تو اُن پر اللہ کا نام لو ایک پاؤں بندھے تین پاؤں سے کھڑے پھر جب ان کی کروٹیں گر جائیں تو اُن میں سے خود کھاؤ اور صبر سے بیٹھنے والے اور بھیک مانگنے والے کو کھلاؤ ہم نے یونہی اُن کو تمہارے بس میں دے دیا کہ تم شکر کرو۔"

اللہ کے رسول محمد ﷺ اپنے اصحاب کرام کو کھانے پر بلایا کرتے تھے، جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہوا: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَن يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَىٰ طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَاهُ وَلَٰكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانتَشِرُوا وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ.[50]

"اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں داخل نہیں ہوا کرو سوائے اس کے کہ تمہیں کھانے کے لیے اجازت دی جائے، کھانا پکنے کا انتظار کرنے والے نہ بنا کرو، ہاں جب تم بلائے جاؤ تو داخل ہوا کرو پھر جب کھانا کھا چکو تو فوراً منتشر ہو جایا کرو اور وہاں باتیں کرنے نہ بیٹھ جایا کرو۔"

[48] سورۃ الدھر (76) الآیۃ: 8۔9

[49] سورۃ الحج (22) الآیۃ: 36

[50] سورۃ الأحزاب (33) الآیۃ: 53

متعدد روایات آیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے کئی مواقع پر غرباء اور مساکین اور رشتہ داروں اور مستحقین کو کھانا کھلانے کی ترغیب دی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ: عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے کسی شخص نے سوال کیا: بہترین اسلام کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا

تطعم الطعام وتقرأ السّلام علي من عرفت ومن لم تعرف.[51]

"تو کھانا کھلائے یا سلام کرے اُس شخص کو جسے تو پہچانتا ہو یا نہ پہچانتا ہو۔"

دوسروں کو کھانا کھلانا بڑے اجر کا کام ہے، اس سے دوسروں کی تکلیف، بھوک اور پیاس مٹ جاتی ہے اور وہ دعا کرتا ہے کھانا کھلانے والے کو اللہ اس عمل کے ذریعے برکت عطا فرماتا ہے۔ کھانا کھلانے والے انسان کو ایک قلبی سکون ملتا ہے۔

ایک دوسرے کی مدد کرنا:

اسلام نے ایک دوسرے کی مدد کے مختلف طریقے اور ذرائع بیان کیئے ہیں اور مختلف مواقع پر ایک دوسری کی مدد کرنے کا حکم دیا ہے۔ زکوۃ، صدقات، مہر، کفالت، وصیت اور وراثت وغیرہ انسانوں کے کام آنا اور ان کی ضرورتوں کو پوری کرنے کے ذرائع ہیں۔ ان افعال کی ادائیگی سے انسان کا تزکیہ ہوتا ہے۔ دوسروں سے ہمدردی اور ان کی تکلیف کا احساس پیدا ہوتا ہے۔

اللہ رب العٰلمین کا فرمان ہے:

وَتَعَاوَنُوۡا عَلَى الۡبِـرِّ وَالتَّقۡوٰى‌ وَلَا تَعَاوَنُوۡا عَلَى الۡاِثۡمِ وَالۡعُدۡوَانِ‌ وَاتَّقُوا اللّٰهَ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيۡدُ الۡعِقَابِ۔[52]

[51] بخاری الصحیح، کتاب الإیمان، باب إطعام الطعام من الإسلام، لحدیث: 12

[52] سورۃ المائدہ (5)، الآیۃ: 2

AL-RAHEEQ International Research Journal
Vol. 4, No. 1 || January-June 2025 || P. 1-31

"اور آپس میں نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں مدد کرو، گناہ اور ظلم پر مدد نہ کرو، اور اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔"

یادرہے کہ نیکی اور تقوٰی میں ان کی تمام انواع واقسام داخل ہیں اور اِثم اور عُدوَان میں ہر وہ چیز شامل ہے جو گناہ اور زیادتی کے زُمرے میں آتی ہے۔ جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ آیت مذکورہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:

"زندگی کا ایک اور زریں اصول سکھایا جارہا ہے کہ تمہارے آپس کے تعلقات کی بنیاد اور اقوام عالم سے تمہارے تعلقات کی اساس یہ ہونی چاہئے کہ ہر نیکی اور بھلائی کے کام میں انہیں تمہاری اعانت اور تعاون حاصل ہو۔ اور ہر برائی اور گناہ کی تحریک میں تم ان سے الگ رہو۔ قرآن کا حکم دونواز، اس کی ہر آیت انسانیت پرور اور اس کا ہر فرمان گمراہوں کے لیے روشنی کا مینار ہے لیکن ان کی برکات کا ظہور تو تب ہو جب ان کو عملی جامہ پہنایا جائے، اور اس کو کلامِ الٰہی ماننے والی قوم ہی جب عملی طور پر اس سے روگرداں ہو تو اس کی مضمر خوبیاں اور فائدے سے کیوں کر عیاں ہوں۔"[53]

ایک روایت میں آیا ہے کہ:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا، نَفَّسَ اللَّهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الْآخِرَةِ , وَمَنْ سَتَرَ عَلَى مُسْلِمٍ، سَتَرَهُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَاللَّهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ۔[54]

"ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی مومن سے دنیا کی تکلیفوں میں سے کوئی تکلیف دور کی اللہ اس کے آخرت کی تکلیفوں میں سے کوئی تکلیف دور کرے گا، اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی

[53] محمد کرم شاہ، پیر، تفسیر ضیاء القرآن، جلد اول، (لاہور، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، 1995ء) ص: 437-438

[54] جامع الترمذی، کتاب الحدود، باب مَا جَاءَ فِي السَّتْرِ عَلَى الْمُسْلِمِ، لحدیث: 1425

AL-RAHEEQ International Research Journal
Vol. 4, No. 1 || January-June 2025 || P. 1-31

کی تو اللہ دنیا و آخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا، اللہ عبد کی مدد میں لگا رہتا ہے جب تک عبد اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہے۔ "

علامہ شبلی نعمانیؒ نقل کرتے ہیں کہ:

" جنگ فجار سے لوگ واپس پھرے تو زبیر بن عبد المطلبؓ نے جو رسول اللہ ﷺ کے چچا اور خاندان کے سر گروہ تھے یہ تجویز پیش کی۔ چنانچہ خاندانِ ہاشم، زہرہ اور تیم، عبد اللہ بن جدعان کے گھر میں جمع ہوئے اور معاہدہ ہوا کہ "ہم میں سے ہر شخص مظلوم کی حمایت کرے گا اور کوئی ظالم مکہ میں نہ رہنے پائے گا۔" آنحضرتؐ اس معاہدہ میں شریک تھے اور عہد نبوت میں فرمایا کرتے تھے کہ "معاہدہ کے مقابلہ میں اگر مجھ کو سرخ رنگ کے اونٹ بھی دیئے جاتے تو میں نہ بدلتا ہے اور آج بھی ایسے معاہدہ کے لیے کوئی بلائے تو میں حاضر ہوں۔"[55]

اسلام سلامتی کا دین ہے یہ دنیا میں امن قائم کرنے کے لیے آیا ہے۔ اسلام چاہتا ہے کہ کوئی انسان کسی کو غلام نہ بنائے، کوئی کسی پر ظلم نہ کرے۔ اس لیے اسلام نے اپنے پیروکاروں کو نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں حصہ لینے کی تلقین کی ہے اور ظلم کے خلاف علم جہاد بلند کرنے کا حکم دیا ہے۔ اسلامی معاشرے میں کوئی کسی پر ظلم کرے تو اس کے ساتھ لڑنے کا حکم دیا گیا ہے تاکہ وہ اللہ کے حکم کی جانب لوٹ آئے۔ جیسا کہ ارشاد ہوا:

وَاِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَـهُمَا ۖ فَاِنْ بَغَتْ اِحْدَاهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِىْ تَبْغِىْ حَتّٰى تَفِـىٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَـهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ۖ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ۔[56]

"اور اگر ماننے والوں کے دو گروہ آپس میں دست و گریباں ہو جائیں تو ان کے درمیان صلح کرادو، پس اگر ان میں سے کوئی ایک، دوسرے پر زیادتی کرے تو ظلم کرنے والے سے لڑو، یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی جانب لوٹ

55 شبلی نعمانی، علامہ، سیرت النبیؐ، جلد اول، (لاہور، نیشنل بک فاؤنڈیشن پاکستان، طبع سوم، 1985ء) ص:174
56 سورۃ الحجرات (49)، الآیۃ:9

AL-RAHEEQ International Research Journal
Vol. 4, No. 1 || January-June 2025 || P. 1-31

آئے، پس اگر وہ رجوع کرلے تو ان دونوں کے درمیان انصاف سے صلح کرادو، اور انصاف کیا کرو، بیشک اللہ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔"

اسلامی تعلیمات ہیں کہ: دنیا کے لیے باہمی تعاون کرنا، اپنی اور دوسروں کی عملی حالت بہتر بنانے کی کوشش کرنا، نیکی کا حکم دینا، برائی سے منع کرنا، معاشرے کے اجتماعی مفادات میں ایک دوسرے سے تعاون کرنا ہے۔ جب کہ گناہ اور ظلم میں کسی کی مدد کرنا، کسی کا حق مارنا، ظلم کے حق میں فیصلہ دینا، جھوٹی گواہی دینا، امانت میں خیانت کرنا، حق دار کو اس کا حق نہ دینا، سرکاری نوکریاں رشوت اور سفارش پر دینا، اہلیت کا قتل کرنا، اور اس سلسلے میں دوسروں سے تعاون کرنا، حرام و ناجائز ہے۔

صلح و امن کا پیغام:

زمین کے جس خطے میں اللہ کا حکم نافذ ہوتا ہے وہ خطہ دار السلام کہلاتا ہے اور وہاں کے رہنے والے مسلم۔ اسلام دینِ رحمت، امن و سلامتی ہے۔ اللہ کے رسول محمد ﷺ نے امن و سلامتی کے سائے تلے انسانیت کو سکون و راحت عطا فرمائی، ظلم، نفرت، بربریت اور ناانصافی کے ماحول کو ختم کیا، کدورتوں اور عداوتوں سے قلوب کو پاک کیا، ہر انسان کو اس کے بنیادی حقوق دلوائے، قیامت تک آنے والی انسانیت کو امن و سلامتی کی تعلیمات سے مزّین کیا۔ رسول اللہ ﷺ تمام جہان والوں کے لیے رحمت بن کر تشریف لائے۔ اللہ رب العٰلمین نے قرآن مجید میں آپ ﷺ کی بعثت کو ساری انسانیت کے لیے رحمت قرار دیا ہے۔

جیسا کہ ارشاد ہوا: وَمَآ اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ۔ [57]

"ہم نے آپ کو سارے جہان والوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔"

اور ایک مقام پر ارشاد ہوا:

وَمَآ اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ [58]

---

[57] سورۃ الانبیاء(21)،الآیة: 107

AL-RAHEEQ International Research Journal
Vol. 4, No. 1 || January-June 2025 || P. 1-31

"اور ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لیے خوشخبری دینے والا اور ڈرسنانے والا بنا کر بھیجا ہے لیکن بہت لوگ نہیں جانتے۔"

اور ارشاد فرمایا:

اُدْعُ إِلِى سَبِيْلِ رَبِّکَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُم بِالَّتِيْ هِىَ أَحْسَنُ۔[59]

"آپ لوگوں کو اپنے رب کی جانب حکمت اور اچھی نصیحت سے بلایئے اور ان کے ساتھ خوش اسلوبی سے مباحثہ کیجیے۔"

جماعت المؤمنین کے حوالے سے ارشاد ہوا:

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۠ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَاۗءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰي شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ۔[60]

" اور سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور جدا جدا نہ ہو، اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت یاد کرو جب کہ تم آپس میں دشمن تھے پھر تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی، پھر تم اس کے فضل سے بھائی بھی بن گئے۔ اور تم آگ کے کنارے پر تھے، پھر تم کو اس سے نجات دی اس طرح تم پر اللہ اپنی نشانیاں بیان کرتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ۔"

اللہ رب العٰلمین نے اہل کتاب کے متعلق ارشاد فرمایا:

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ۔[61]

---

[58] سورة سبا (34)، الآية:28

[59] سورة النحل (16)، الآية:125

[60] سورة ال عمران (3)، الآية: 103

[61] سورة آل عمران (3)، الآية:64

AL-RAHEEQ International Research Journal
Vol. 4, No. 1 || January-June 2025 || P. 1-31

"آپ فرمادیجیے :اے اہلِ کتاب۔!آؤاس کلمہ کی جانب جو ہم میں تم میں ایک ہے کہ اطاعت نہیں کریں گے سوائے اللہ کی،اور نہ ملاوٹ کریں گے اس کے ساتھ کسی چیز کی،اور نہ ہی بنائیں رب ایک دوسرے کو سوائے اللہ کے،پھر اگر وہ منہ موڑ جائیں تو کہدو کہ گواہ رہو کہ بیشک ہم فرمابردار ہیں۔"

اسلام تمام مذاہب کے لوگوں کو اتحاد کی دعوت دیتا ہے۔اگر کسی کے درمیان چاہیے ایک ہی بات مشترک ہو اسی نکتے پر جمع ہونے کی ہدایت کرتا ہے۔وہ چاہتا ہے کہ انسانوں کے گروہوں کا کسی نہ کسی بات پر اتحاد و اتفاق ہو جائے اور وہ دنیا میں امن سے رہیں۔اللہ رب العلمین نے انسانوں کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُواْوَالَّذِينَ هَادُواْوَالنَّصَارَى وَالصَّابِئِينَ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِوَعَمِلَ صَالِحاًفَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ وَلاَ خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلاَ هُمْ يَحْزَنُونَ۔[62]

"بیشک وہ لوگ جو مان گئے اور وہ لوگ جو یہودی ہوئے اور عیسائی اور صابی جو بھی ایمان لایا اللہ پر اور یوم آخرت پر اور اس نے اچھے کام کیے تو اُن کے لیے اجر ہے اُن کے رب کے پاس اور نہ کسی قسم کا خوف ہے اُن کے لیے اور نہ وہ کبھی غمگیں ہوں گے۔"

جیسا کے پہلے عرض کیا گیا کہ حِلف الفضول، قیامِ امن کا عظیم کارنامہ تھا،اس کے بعد آپ دیکھیے کہ ،ریاست مدینہ کا قیام، مہاجر و انصار کے درمیان مواخات کا رشتہ، صلح حدیبیہ، میثاق مدینہ، اور دیگر قبائل سے معاہدے مختلف سربراہانِ مملکت کو خطوط، یہ سب دنیا کو امن کا گہوارہ بنانے کی کوششیں تھیں تاکہ انسان دنیا میں امن و آشتی سے رہے۔جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے ہجرت فرمانے کے بعد، یثرب میں پہلی اسلامی فلاحی ریاست "مدینہ طیبہ" کی بنیاد رکھی۔اس ریاست کو دنیا کی پہلی حقیقی جمہوری، فلاحی، ریاست ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔اس ریاست میں مؤمنوں کے علاوہ مختلف فکر و نظر کے لوگ بھی آباد تھے۔اس ریاست کا منشور تحریر کیا گیا۔جو دنیا کا باقاعدہ پہلا تحریری معاہد ہ شمار کیا جاتا ہے۔ تاریخِ اسلام میں یہ معاہدہ "میثاق مدینہ " کے نام سے معروف ہے۔

[62] سورۃ البقرۃ(2)الآیۃ:62

AL-RAHEEQ International Research Journal
Vol. 4, No. 1 || January-June 2025 || P. 1-31

قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری رقم طراز ہیں "نبی کریم ﷺ نے مدینے پہنچ کر ہجرت کے پہلے ہی سال یہ مناسب خیال فرمایا کہ جملہ اقوام سے ایک معاہدہ بین الاقوامی اصول پر کرلیا جائے تاکہ نسل اور مذہب کے اختلاف میں بھی قومیت کی وحدت قائم رہے اور سب کو تمدن و تہذیب میں ایک دوسرے سے مدد واعانت ملتی رہے۔"[63]

چناں چہ معاہدہ تحریر ہونے کے بعد ریاست کی حدود میں آباد تمام قوموں نے اس پر دستخط کیے، رسول اللہ ﷺ کی خواہش تھی کہ گردونواح کے تمام قبیلوں کو بھی اسی معاہدہ میں شامل کرلیا جائے۔ اس امن بخش ارادہ سے آپ ﷺ نے ہجرت کے پہلے ہی سال "ودّان" تک (جو مکہ اور مدینے کے درمیان ہے) سفر فرمایااور قبیلہ بنی حمزہ بن بکر بن عبد مناف کو اس معاہدہ میں شریک کرلیا۔ اس عہد نامہ پر عمرو بن فحشی الضمری نے دستخط کیئے تھے۔اسی ارادہ سے ماہِ ربیع الاول 2 ہجری، رسول اللہ ﷺ رضوی تشریف لے گئے اور "کوہِ بواط" کے لوگوں کو شریک معاہدہ کرلیا۔اسی برس ماہِ جمادی الآخر میں رسول اللہ ﷺ "ذی العشرہ" تشریف لے گئے اور بنو مدلج سے معاہدہ لے کر مدینہ طیبہ تشریف لائے۔اس مبارک ارادے کی تکمیل کے لیے اگر کافی وقت مل جاتا تو دنیا پر آشکار ہو جاتا کہ رحمتہ للعلمین دنیا میں تلوار چلانے کو نہیں بلکہ صلح کرنے اور امن قائم کرنے کے لیے تشریف لائے۔[64]

لیکن مؤمنوں پر ایک کے بعد ایک جنگ مسلط کی گئی تو مجبوراً بطور دفاع بھرپور جواب دیا گیا اور بعض موقعوں پر فتنہ ختم کرنے کے لیے اقدامی قدم بھی اٹھانا پڑا۔اس معاہدے کا اولین اور حقیقی مقصد یہی تھا کہ ریاستِ مدینہ اور اس سے الحاق شدہ علاقوں کے لوگ، اپنے عقائد و نظریات کے مطابق آزاد شہری کی حیثیت سے امن وآشتی، کے ساتھ زندگی بسر کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے تمام تر اختلافات کے باوجود ریاستِ مدینہ، کے تمام شہریوں کو متحد فرمایا ،آپ ﷺ نے تمام شہریوں کے ساتھ برابری کا سلوک رواں رکھا اورانہیں مساوی حقوق دیئے۔ آپ ﷺ سے منسوب معروف حدیث میں ہے کہ :

---

[63] منصور پوری، محمد سلیمان سلمان، رحمۃ للعالمین (کراچی، دارالاشاعت، 1411ھ)، جلد اول، ص:111

[64] منصور پوری، رحمۃ للعالمین، جلد اول، ص:111۔112

AL-RAHEEQ International Research Journal
Vol. 4, No. 1 || January-June 2025 || P. 1-31

اَلْإِمَامُ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ۔[65]

"امام نگراں ہے اور اس سے سوال اس کی رعایا کے بارے میں ہوگا"

آپ ﷺ نے باحیثیت سربراہِ مملکت، جن انسانی حقوق کی پاسداری کی وہ حقوق، قرآنی نظام کے تحت رہنے والے تمام شہریوں کو حاصل ہوتے ہیں۔ عصر حاضر کے ذمہ داروں اور اہل اقتدار کو چاہیے کہ وہ ان باتوں سے درس حاصل کریں اور لوگوں کے حقوق کا خیال رکھیں اور اپنا تزکیہ کریں تاکہ معاشرے سے ظلم وزیادتی کا خاتمہ ہو سکے۔

حقیقی مؤمن: اللہ کے رسول ﷺ جس قرآن کریم سے تزکیہ فرماتے تھے اُس کلام میں ارشاد ہوا:

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْــًٔا اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ۔[66]

"فصاحت وبلاغت والی جماعت کہنے لگی، ہم ایمان لے آئے، آپ فرمادیں تم ابھی ایمان نہیں لائے، بلکہ یہ کہو کہ ہم فرمابردار ہو گئے (اسلامی ریاست کے) اور ابھی تو ایمان تمہارے قلب (مرکز) میں داخل ہی نہیں ہوا، اگر تم اللہ اور اس کی رسالت کی اطاعت کروگے تو وہ تمہارے اعمال میں کچھ بھی کمی نہیں کرے گا، بیشک اللہ حفاظت کرنے اور رحم فرمانے والا ہے۔ بیشک حقیقی مؤمن تو وہی ہیں جو ایمان لائے اللہ اور اس کی رسالت پر، پھر شک نہیں کیا، اور جدوجہد کی (دین کے نفاذ کے لیے) اپنے مالو، اپنی جانوں سے اللہ کی راہ میں، وہی سچے ہیں۔"

پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری رقم طراز ہیں کہ:

[65] بخاری صحیح، جلد اول: کتاب الجمعۃ (جمعہ کے مسائل کے بیان میں)، لحدیث: 893

[66] سورۃ الحجرات (49)، الآیۃ: 14۔15

AL-RAHEEQ International Research Journal
Vol. 4, No. 1 || January-June 2025 || P. 1-31

"عربی زبان کا لفظ ہے، اس کا اصل مادہ یعنی جس سے یہ لفظ مشتق ہے۔ "ا" "م" "ن" یعنی امن ہے۔ لغت کی رو سے کسی خوف سے محفوظ ہو جانے دل کے مطمئن ہو جانے اور انسان کے خیر و عافیت کی دولت سے ہمکنار ہونے کو امن کہتے ہیں۔ ایمان کا لفظ دو طرح استعمال ہوتا ہے۔ متعدی اور غیر متعدی (لازم) اگر ایمان غیر متعدی معنی میں استعمال ہو تو اس کا معنی امن پالینا ہوگا۔ چنانچہ اس معنی کے اعتبار سے کسی شخص کے امن پا جانے پر بھی لفظ ایمان کا اطلاق ہوتا ہے، لیکن اگر اس کا استعمال متعدی معنی میں ہو تو اس سے مراد امن و عافیت مہیا کرنا یا دوسروں کو خیر و عافیت کی نعمت سے ہمکنار کرنا ہوگا گویا ایمان کبھی امن حاصل کرنے کو کہتے ہیں کبھی امن مہیا کرنے کو۔"[67]

قرآن مجید میں ارشاد ہوا:

اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُوْنَ۔ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ۔ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۖ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔[68]

"(مؤمن) ایمان لاتے ہیں بن دیکھے اور صلوۃ قائم کرتے ہیں، اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے خرچ کرتے ہیں، جو مانتے ہیں اس کو جو آپ پر نازل کیا گیا ہے (قرآن) اور اس کو (بھی مانتے ہیں) جو آپ سے پہلے نازل کیا گیا ہے اور وہ آخرت پر بھی یقین کرتے ہیں۔ یہی لوگ اپنے پروردگار سے ہدایت پر ہیں اور یہی نجات پانے والے ہیں۔"

خلاصہ: انسان کی عملی زندگی میں شخصیت سازی کے لیے تعلیم و تربیت، ادب و اخلاق، کردار کی بلندی، تقویٰ و پاکیزگی اور فکری بالیدگی کی ضروری ہوتی ہے۔ جس سے انسانی شخصیت میں انقلاب برپا ہوتا ہے اور اسکے دور رس نتائج برآمد ہوتے ہیں۔

---

[67] محمد طاہر القادری، ڈاکٹر، سیرتِ رسول ﷺ، جلد ہفتم، (لاہور، منہاج القرآن پبلی کیشنز، اشاعت ہشتم، دسمبر 2007ء)، ص: 451

[68] سورة البقرة (2). الآية: 3 تا 5

AL-RAHEEQ International Research Journal
Vol. 4, No. 1 || January-June 2025 || P. 1-31

جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کا تزکیہ فرمایا اور انہیں تزکیہ نفس کی ترغیب دی۔ تزکیہ نفس سے انسان تقویٰ حاصل کرتا ہے۔ اس کے دل میں خوف خدا پیدا ہوتا ہے اور وہ قیامت کے دن خدا کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا ہے۔ جس کے نتیجہ میں وہ تمام برائیوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ تزکیہ نفس کی بنیاد کتاب اللہ اور سیرت رسول اللہ ﷺ میں ہے۔ آپ ﷺ کی ذاتِ بابرکات بہترین طرزِ زندگی و اسوۃ الحسنۃ ہے۔ انہی کی بدولت تزکیہ اور اصلاح نفس ممکن ہے۔ اسلامی معاشرے کے قیام کے لیے ضروری ہے کہ اسلامی تعلیمات کا مطالعہ کیا جائے۔ قرآن مجید میں جو کچھ احکامِ خداوندی دیئے گئے ہیں، اس میں انسان کی بھلائی ہے جس پر عمل پیرا ہو کر انسان ایک اچھا مسلمان بن سکتا ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)